شہادتِ سیدنا عمر فاروق اعظمؓ

تحریر: محمود مرزا جہلمی
چیف ایڈیٹر ہفت روزہ
''صدائے مسلم''، جہلم

اسلام کا سیلِ بے پناہ جنگِ قادسیہ کی شکل میں جب شوکتِ عجم کو گرا چکا اور اہلِ ایران کو خلیفۂ ثانی سیدنا عمر فاروقؓ کے ہاتھوں دولتِ ایمان مل گئی تو ایرانی مجوسیوں کی وہ حقیر سی اقلیت جس کی قسمت میں ہدایت نہ تھی، سر جوڑ کر بیٹھی اور اس نتیجے پر پہنچی کہ اب غازیانِ اسلام کا سامنے سے مقابلہ کرنا، ان کے بس کا روگ نہیں رہا تو عبداللہ بن سبا نے منافقت کا لبادہ اوڑھ کر قلعۂ اسلام میں نقب لگانے کی سازش تیار کی جس کا اولین شکار فاروقِ اعظمؓ ہوئے۔ اس مجوسی سازش کا آلۂ کار ایک مجوسی غلام بد بخت فیروز لؤلؤ بنا ورنہ ایک غلام کو امیر المؤمنینؓ کو شہید کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ شہادتِ عمرؓ کے بعد سیدنا عثمان غنیؓ کی فتوحات نے، فاروقی دور کی سلطنتِ اسلام میں کئی گنا اضافے کئے اور اسلامی خلافت کا پرچم جرجان اور کوہِ قاف کی بلندیوں پر لہرانے لگا۔ یوں سبائی سازش کے کارپردازوں کو احساس ہوا کہ سیدنا عثمان غنیؓ کو راستے سے ہٹانا بھی ضروری ہے اور ان کے خلاف وہ ایجی ٹیشن شروع کرائی گئی جس کے نتیجے میں خلیفہ معصوم کو مظلومانہ طور پر شہید کرایا گیا یہ سازش اتنی گہری تھی اور اس میں ایسے ایسے الزامات ایجاد کئے گئے کہ الأمان والحفیظ، سبائی مرتے رہے مگر مرنے سے پہلے اپنی اولادوں کو یہ بتانے پر تیار نہ تھے کہ وہ مسلمان نہیں ہیں بلکہ منافق ہیں اور صرف اسلامی فتوحات کو روکنا اور شوکتِ عجم کی تباہی کا انتقام ان کا مقصد تھا۔ یوں ان کی اولادوں نے ان تمام منافقانہ نعروں کو اسلام کی روح سمجھ لیا جو سبائیوں نے مسلمانوں کو باہم لڑانے کیلئے ایجاد کئے۔

شہادتِ عثمانؓ کے بعد، بدقسمتی سے سبائیوں کو مزید کھل کھیلنے کا موقع مل گیا اور انہی بلوائیوں نے دوڑ کر حضرت علیؓ کی بیعت کر لی، جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا۔ یوں اس سیاسی اور فوجی کشمکش کا آغاز ہوا جو سیدنا علیؓ اور امیر معاویہؓ کے درمیان ساڑھے پانچ سال تک چلتی رہی اور جس میں ستر ہزار مسلمان جن میں معتد بہ تعداد صحابہ کرامؓ کی تھی، شہید ہو گئے۔ شہادت علیؓ کے بعد، سیدنا حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے راضی نامہ کر کے، سبائیوں کی امید پر وقتی طور پر پانی پھیر دیا امیر معاویہؓ کے سیاسی تدبر کے سامنے ان کی ہر سازش ناکام ہو گئی مگر وہ زیر زمین اپنی کاروائیوں میں لگے رہے اور اپنے ایجاد کردہ نعروں اور اداروں کو مستحکم کرتے رہے اور انہیں یہ ہرگز خبر نہ ہوئی کہ ان کے اسلاف منافق تھے اور وہ ان کے منافقانہ اسلام کو ہی عین اسلام سمجھتے رہے۔ امیر معاویہؓ کی

رحلت کے بعد سبائیوں کی اولاد انہی نعروں کو لے کر اٹھی اور کوفہ کو اپنا مرکز بنایا۔

سیدنا حضرت علیؓ کوفیوں کی بدعہدیوں سے تنگ آکر ''کوفی لایوفی'' کہنے پر مجبور ہوئے۔ یہی کوفی سیدنا حضرت حسینؓ کو امیر یزیدؒ کے خلاف خروج کرنے پر اکساتے رہے مگر جب سبط نبی ﷺ ریگ زار کربلا میں خیمہ زن ہوئے تو کوفی نہایت بے دردی کے ساتھ ان کی بے بسی کا تماشا دیکھتے رہے اور جب کربلا کی ریت نواسہ رسول کا لہو پی چکی تو اسے مشہد بنا کر ماتم کناں ہوگئے۔

ہمارے قارئین یہاں تک کے واقعات کا گہرا مطالعہ فرمائیں تو ان کو نظر آئے گا کہ اسلام کے چاند تارے اسی مجوسی سازش کا شکار ہوئے۔ اس سازش کے اولین شکار سیدنا عمرؓ، دوسرے سیدنا عثمانؓ، تیسرے حضرت علیؓ اور چوتھے حضرت حسینؓ تھے۔

سبائیوں کو اس ساری بداندیشی کا وہ ثمر، یعنی اسلام کے سیل بے پناہ کو روکنا تو نہ حاصل ہوا مگر امتِ مسلمہ کو مستقل طور پر دو حصوں میں بانٹنے میں کامیاب ہوگئے۔ یہ تو درست ہے کہ اس اندرونی تقسیم کے باوجود اموی اور عباسی ادوار میں اسلامی فتوحات ساحلِ فرانس اور ہندوستان میں ملتان تک پہنچ چکی تھیں۔ عباسی خلافت کے متوازی امویوں نے سپین میں اسلام کی ایک اور عظیم الشان سلطنت قائم کر کے قلب یورپ کو نور اسلام سے چمکا دیا۔ مگر سبائی ابنائے اسلام کو دو متحارب گروہوں میں تقسیم کر کے ایک ایسی آگ جلا گئے جس میں ہزاروں نہیں، لاکھوں مسلمان بھسم ہوگئے، یہ آگ آج بھی شعلہ زن ہے اور ہمارے پاراچنار کے چناروں کو جلا رہی ہے۔ یہ آگ ہر سال پاکستان کے طول وعرض میں عشرہ محرم کے دوران شعلہ زن ہوتی ہے۔ ھنگو بازار میں یہ آگ ہر سال مسلمانوں اور ان کی املاک کو جلاتی ہے۔ مگر چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی ہم اصل سازش کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ سبائی تو اب تاریخ کا حصہ ہیں مگر مسلمان دونوں ہاتھوں سے ان کے مقاصد پورے کر رہے ہیں۔ اہل تشیع حضرت حسینؓ کا ماتم کرتے ہیں اور وہ ان کی عقل کا ماتم کرتے ہیں۔ کہ سنی اور شیعہ باہم رشتہ داریاں بھی کرتے ہیں جنازے بھی پڑھتے ہیں۔ یہ کیسے کم عقل لوگ ہیں کہ شیعہ کا ایک جنازہ شیعہ امام پڑھاتا ہے اور سنی الگ کھڑے رہتے ہیں۔ پھر سنی امام پڑھاتا ہے اور شیعہ الگ ہو جاتے ہیں۔ گویا یہ ثابت کرتے ہیں کہ مرحوم شیعہ ہو یا سنی، بہر حال مسلمان ہے مگر پھر باہم تکفیر سے بھی باز نہیں آتے اور تکفیر سے آگے بڑھ کر تقتیل کو بھی روا ثابت کرتے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نادانی ہوگی کہ چودہ سو سال پہلے لڑی جانے والی جنگوں کی بنیاد پر نیا مذہب کھڑا کیا جائے۔ اسلام آنحضرت ﷺ کی رحلت تک مکمل ہو چکا تھا۔ اگر امت آج بھی اس اسلام پر جمع ہو جائے

تو سارے جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں، اور اگر کوئی شخص صحابہؓ اور بالخصوص خلفائے راشدینؓ کو غاصب، سازشی اور ظالم ہی ثابت کرنے پر تل جائے تو ہم، اگر وہ واقعی مسلمان ہے، اس سے یہ پوچھتے ہیں کہ ہمیں (رحماء بینھم) کی کوئی ایسی تفسیر بتادے جس سے یہ قرآنی صوت صحابہ برحق ثابت ہو سکے۔ اس لئے ہم اہل تشیع سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ صحابہ کرامؓ، خلفائے راشدینؓ اور امہات المومنینؓ سے نہ تو تبرا کریں اور نہ ان پر تبرا کریں، اور اگر ان کا کوئی عقیدہ ان سے تبرا کو کارِ ثواب کہتا ہے تو وہ بھی کر لیں مگر اتحاد بین المسلمین کی خاطر ان پر تبرا نہ کریں۔ وہ اس عظیم مقصد کیلئے اتنی سی گنجائش پیدا کر لیں تو ہم ضمانت دیتے ہیں کہ ان کے جلوس پولیس کی چھاؤں میں نہیں بلکہ امن و محبت کے سائے میں نکلا کریں گے۔

حضرت مولانا حکیم حافظ عبدالرزاق سعیدی صاحب کو صدمہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث شیخوپورہ کے امیر اور جامعہ رحمانیہ فاروق آباد کے مہتمم حضرت مولانا حکیم حافظ عبدالرزاق سعیدی کے گزشتہ دنوں بھائی، بانجھے اور چچازاد بہن کی وفات کے زخم ابھی تازہ ہی تھے کہ اچانک مورخہ 5 دسمبر بروز بدھ آپ کی بڑی حقیقی ہمشیرہ جس کو حافظ صاحب ماں کا درجہ دیتے تھے حرکتِ قلت بند ہونے سے وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ انتہائی عبادت گزار، شب زندہ دار اور صالح خاتون تھی جنہوں نے دس برس جامعہ کی طالبات کی خدمت میں گزارے اور اسے اپنے لئے سعادت سمجھا، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی حسنات کو قبول فرمائے۔ آمین

مولانا محمد یلیین ظفر (پرنسپل جامعہ سلفیہ فیصل آباد) کو صدمہ

مورخہ 5 دسمبر بروز بدھ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے پرنسپل چوہدری محمد یلیین ظفر (فاضل مدینہ یونیورسٹی) کے برادرِ اصغر انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، بڑے ہی متقی اور با اخلاق شخصیت کے مالک تھے، رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے حافظ عبدالرزاق سعیدی اور چوہدری محمد یلیین ظفر سے فون پر تعزیت کی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ورثاء کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

رئیس الجامعہ نے نمازِ جمعہ کے بعد سعیدی صاحب کی ہمشیرہ اور چوہدری صاحب کے بھائی کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی۔

جہلم میں دو مساجد اہل حدیث کی تعمیر

جہلم کینٹ سے متصل موضع نوگراں اور مظفر ٹاؤن (ٹاہلیا نوالہ) میں مساجد اہل حدیث کی تعمیر شروع کر دی گئی ہے یاد رہے کہ نوگراں میں راجہ محمد شوکت صاحب نے مسجد اور مدرسہ کیلئے دو کنال جگہ جامعہ کو وقف کی تھی جس میں ایک چھوٹی سی مسجد بھی موجود تھی جس کو گرا کر نئی مسجد کو تعمیر کیا جا رہا ہے۔ مظفر ٹاؤن میں گلزار قریشی صاحب نے تقریباً ایک کنال کارنر پلاٹ وقف کیا ہے۔